مقالات

کفر و ایمان

از جناب مولنا نجم الدین صاحب اصلاحی

یہ عجیب بات ہے کہ کفر و ایمان جیسی واضح اور اہم شی کی شرعی حیثیت سمجھنے میں بھی صد ہا افراط و تفریط برتی جارہی ہے۔ اس کا واحد سبب کتاب و سنت کی تعلیمات سے روگردانی اور انحراف ہے۔ قرآن حکیم جو مہیمن اور مصدق تمام کتب سماویہ و ادیان الٰہیہ کا ہے اس نے یہ اعلان پہلے دن کر دیا تھا:۔ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ الخ یہاں تک کہ باہمی تفرق اور تشتت سے بچنے اور تمام معاملات کو یکسو کرنے کے لیے صاف صاف فرما دیا:۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الخ اتنے ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری لمحات میں تمام اسود و احمر کو یہ پیغام دیتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا ما تمسکتم بھما کتاب اللّٰہ وسنۃ رسولہ ا وکما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور تمام امت مرحومہ کو ایک ایسے راستے پر چلا کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے ہیں کہ جس کی رات دن سے واضح تر ہے۔ لیکن آہ .....

بہرحال سطور ذیل میں کفر و ایمان پر چند شرعی تصریحات محض بخیال تحقیق مسئلہ پیش کی جاتی ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا ایک زرین اصول

یہ بات معلوم کر لینا ہر شخص کے لیے نہایت ضروری ہے کہ تمام وہ الفاظ جو قرآن و حدیث کے اندر موجود ہیں جب ان کی تعریف و تفسیر خود شارع سے منقول ہو تو اس وقت اہل لغت وغیر اہل لغت کے محققانہ اقوال کو کسی استدلال کے سلسلہ میں بطور حجت پیش کرنا قابل قبول نہ ہوگا۔ خواہ وہ کیسی ہی بلند پایہ تحقیقات اور بصیرت افروز معلومات پر کیوں نہ مشتمل ہوں چنانچہ محض اسی

حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہاء نے اسماء کی تین قسمیں کی ہیں۔

(۱) وہ جن کی تفسیر خود شرع نے کر دی ہے۔ جیسے نماز، زکواۃ وغیرہ۔

(۲) جن کی تعریف لغت کے توسط سے معلوم ہو جیسے شمس، قمر، وغیرہ۔

(۳) جن کی تعریف عرف عام کے ذریعہ سے جانی جائے جیسے لفظ قبض، معروف، آیت وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" وغیرہ میں وارد ہے۔

حضرت حبر الامۃ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ تفسیر قرآن کے چار طریقے ہیں،

ایک وہ جسے عرب اپنی خصوصیات کلام کی بنا پر سمجھتے ہیں۔

دوسرا وہ جو ہر خاص و عام کو معلوم ہے۔

تیسرا وہ جسے علماء جانتے ہیں۔

چوتھا وہ جسے صرف خدا جانتا ہے، اس لیے جو شخص اس کے علم کا دعویٰ کرے۔ سمجھنا چاہیے کہ جھوٹا ہے

پس صلوٰۃ، زکواۃ، صیام، حج، خمر، وغیرہ ان الفاظ میں ہیں جن کی بابت شارعؑ نے تصریح کر دی کہ قرآن و حدیث میں یہ کن مفاہیم میں مستعمل ہیں۔ اس لئے شارع کے بیان کے خلاف اگر کوئی تشریح کرے تو وہ قول مردود اور ناقابل قبول ہوگا۔ بقیہ لفظوں کا اشتقاق، الفاظ قرآنی کی حکمتیں، اور یہ کہ لفظ کی دلالت اپنے معنی پر کیسی ہے تو یہ تمام کی تمام علم بیان اور تعلیل احکام وغیرہ سے متعلق ہیں جو علوم زوائد میں ہیں جن پر فہم معانی کا مدار نہیں۔ چونکہ ایمان، اسلام، نفاق، کفر اسی سلسلہ کی اہم کڑیاں تھیں اسلیے شارعؑ نے ان کے مفاہیم کو اتنی وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ اب ان پر اشتقاق لفظی اور شواہد استعمال عرب سے استدلال کی ضرورت ہی نہیں رہی پس ہر شخص پر واجب ہے کہ خدا اور خدا کے رسول نے ان اسماء کی جو تفسیر کی ہے اس کی طرف رجوع کرے[۱] (فانہ کاف شاف) انتہی۔

کفر کی اقسام | امام ابن تیمیہؒ کا مذکورہ بیان اپنی جگہ قول فیصل ہے۔ تاہم مزید افادہ اور کفر و ایمان

[۱] کتاب الایمان لابن تیمیہ

کی حقیقت و استعمالات شرعی سمجھنے کے لیے چند نصوص پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۔ (آل عمران ۱۰۵، ۱۰۶)

ان جیسے نہ ہو جو ایک دوسرے سے پھر گئے اور اپنے پاس بینات آنے کے بعد آپس میں اختلاف کرنے لگے یہی لوگ ہیں جن کو آخرت میں بڑا عذاب ہوگا۔ یاد کرو اس دن کو جس دن بعض منہ سفید ہوں گے اور بعض سیاہ تو جو لوگ روسیاہ ہوں گے ان سے کہا جائیگا کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر کیوں ہو گئے تھے؟ اب اپنے کفر کی سزا میں عذاب کے مزے چکھو۔

نظم کلام اور سیاق آیات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت بالا میں کفر سے کفر فعلی یعنی اختلاف و تفرق مذموم مراد ہے۔

(۲) وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۔ (مائدہ آیت ۴۴)

اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا ہے سو وہی لوگ کافر ہیں۔

"مَا أَنْزَلَ اللَّهُ" پر نہ حکم کرنے سے غالباً یہ مراد ہے کہ منصوص حکم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور اس کے بجائے دوسرے احکام اپنی رائے اور اپنی خواہش سے تسلیم کرلے جیسا کہ یہود نے بعض احکامات کے متعلق کیا تھا ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں کیا شبہہ ہوسکتا ہے؟ اور اگر مراد یہ ہے کہ "ما انزل اللہ" کو عقیدتاً ثابت مان کر پھر فیصلہ عملاً اس کے خلاف کرے تو کافر سے مراد عملی کافر ہوگا یعنی اسکی عملی حالت کافروں جیسی ہے اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اسی آیت کریمہ کے سوال پر یہ ارشاد فرمایا تھا۔ "لَا يَنْقُلُ عَنِ الْمِلَّةِ" یعنی ایسا شخص دین وملت سے علیحدہ نہ ہوگا[۱]

(۳) مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ

جو کوئی ایمان لانے کے بعد کفر کرے بجز اس کے کہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، مگر جو دل

[۱] کتاب الایمان

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ـ (نحل آیت ۱۰۶) کھول کر کفر کرے تو ایسوں پر اللہ کا غضب اور بھاری عذاب ہے۔

آیت مذکورہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجبوری کے موقع پر جان بچانے کی خاطر صرف زبان سے کفر کا اقرار کر لینا بشرطیکہ اس وقت بھی قلب میں کوئی تردد نہ ہو ایسا شخص مسلمان ہی سمجھا جائیگا، لیکن مقام عزیمت اس سے بلند تر ہے جیسا کہ حضرت بلالؓ حضرت یاسرؓ حضرت سمیہؓ حضرت حبیبؓ بن زید انصاری اور حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے واقعات اسفار حدیث میں موجود ہیں۔

(۴) لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ـ (ابراہیم آیت ۷) اگر احسان مانو گے تو تم کو اور بھی دونگا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت ہی سخت ہے۔

(۵) وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (مائدہ آیت ۵) اور جو ایمان کا انکار کردے تو اس کا عمل اکارت ہوا اور وہ آخرت میں خسارہ میں رہیگا۔

(۶) وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ـ (نساء، آیت ۱۳۶) جو کوئی انکار کرے گا اللہ کا اور ملائکہ کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا اور روز قیامت کے دن کا تو وہ بڑی دور کی گمراہی میں پڑا۔

یہ بات واضح ہے کہ جو اسلام قبول کرے اس کے لیے ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر دل سے یقین لائے اس کے ارشادات میں سے کسی ایک پر بھی یقین نہ لائے گا تو وہ مسلمان نہیں کیونکہ ظاہری اور صرف زبانی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ارباب لغت بھی معنی شرعی کی تائید کرتے ہیں امام لغت راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

اعظم الکفر جحود الوحدانیۃ والشریعۃ سب سے بڑا کفر وحدانیت کا انکار ہے یا شریعت کا یا محض ادا النبوۃ والکفران فی جحود النعمۃ نبوت کا لفظ کفران کو زیادہ تر جحود نعمت کے اور لفظ

أكثر استعمالاً والكفر في الدين اكثر و الكفور فيهما جميعاً[1]	کفر کو انکار دین کے موقع پر بولتے ہیں لیکن لفظ کفور دونوں کو شامل ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

والكافر على الاطلاق متعارف فيمن يجحد الوحدانية او النبوة او الشريعة او ثلاثتها۔	اور مطلق لفظ کافر متعارف طور پر اس شخص پر بولا جاتا ہے جو انکار وحدانیت یا نبوت یا شریعت یا تینوں کا کرے۔

قول فیصل یہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرے وہ کافر ہے اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا[2]۔ کیونکہ احکام ضروریہ کا قبول اور یقین نہ کرنا ہی آپ کی تکذیب ہے۔

حدیثوں میں بھی کفر کا اطلاق بہت سی چیزوں پر کیا گیا ہے حجۃ الوداع مقام عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔

(۱) لاترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض (بخاری)	دیکھنا میرے بعد کافروں کی طرح نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔
(۲) سباب المومن فسوق وقتاله کفر (مسلم)	مومن کو گالی دینا گناہ اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔
(۳) ایما عبد ابق من موالیه فقد کفر (")	جو غلام اپنے آقا سے نافرمان ہو کر بھاگ گیا اس نے کفر کیا۔
(۴) ان بین الرجل وبین الشرك والكفر ترك الصلوٰة (مسلم)	آدمی اور شرک و کفر میں حد فاصل نماز ہے۔ یعنی ترک کر دینا شرک و کفر ہے
(۵) من حلف بغیر الله فقد کفر (ترمذی)	جو شخص اللہ کے سوا کسی کی قسم کھائے وہ کافر ہے۔

[1] مفردات القرآن۔ [2] اقتصاد فی الاعتقاد للغزالی رح۔

(۶) من رغب عن ابیہ فھو کفر (متفق علیہ) — جو شخص اپنے باپ سے منہ پھیرے یعنی کسی اور کا کہلائے وہ کافر ہوا۔

(۷) من ترک الصلوٰۃ متعمدًا فقد کفر — نماز کا قصدًا ترک کر دینا کفر ہے۔

(۸) قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر (بخاری) — آپ نے فرمایا تم بہت لعنت کرتی ہو اور اپنے خاوند کی ناسپاسی بھی بہت کرتی ہو۔

(۹) ولما من قال مطرنا بنوء کذا وکذا فذالک کافر بی مومن بالکواکب (مسلم) — اور جس شخص نے کہا کہ ہم پر بسبب ایک ستارے کے غروب ہونے اور نکلنے کے پانی برسایا گیا ہے تو وہ شخص میرا منکر ہوا اور ستارے پر ایمان لانے والا ہوا۔

موخر الذکر حدیث کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہو کہ ستارے پانی برسانیکے فاعل اور مدبر ہیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھا تو یہ عقیدہ کفر ہے۔ ہاں اگر یہ خیال و عقیدہ ہے کہ پانی برسانا اللہ کے فضل و رحمت سے ہے اور ستارے اس کی علامت اور نشانیاں ہیں تو یہ کفر نہیں ہے۔

اس کے بعد اب ہم علامہ ازہری امام لغت کی ایک فیصلہ کن گفتگو پیش کرتے ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں کہ کفر باللہ کی چار قسمیں ہیں۔ انکار[1]، جحود[2]، عناد[3]، نفاق[4]۔ اگر ان چاروں قسموں میں سے کسی ایک پر بھی خاتمہ ہوا تو جاننا چاہیے کہ اس کی مغفرت کی تمام تر توقعات بے سود ہوں گی۔ "انما الاعمال بالخواتیم"۔

تعریفات حسب ذیل ہیں۔

انکار، خدا کی معرفت و توحید کا زبان و قلب ہر ایک سے انکار کرنا جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ الخ۔ بیشک جو لوگ کافر ہو چکے برابر ہے۔ ان کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہ لائیں گے۔

(۲) جحود، دل میں خدا کی عظمت و جلال کا تو یقین کرنا لیکن زبان سے اس کی تصدیق نہ کرنا جیسے ابلیس، بلعام، اور امیہ بن صلت کا کفر۔

(۳) عناد، دل میں خدا کی عظمت کا یقین اور زبان سے اقرار بھی کرنا لیکن ایمان بالتوحید اور انقیاد سے اباکرنا جیسے ابو طالب۔

(۴) نفاق، زبان سے تو ہر چیز کا اقرار کرنا لیکن دل میں کفر کا نشتر پوشیدہ رکھنا جیسے منافقین کا کفر۔

اس کے بعد علامہ موصوف فرماتے ہیں،

کفر کبھی برات کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے مثلاً آیت "اِنِّی کَفَرْتُ بِمَا اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ" یہاں پر "کفرت" "برات کے معنی میں مستعمل ہے لیکن وہ کفر جو ان تمام سے کمتر درجہ کا ہے یہ ہے کہ انسان خدا کی وحدانیت اور نبوت کی صمیم قلب سے تصدیق بھی کرے اور زیادہ سے زیادہ اقرار بھی لیکن کبائر کے ارتکاب سے اپنے آپ کو نہ بچا سکے جیسے قتل، افساد فی الارض، اولو الامر کی مخالفت اور اجماع مسلمین کے خلاف عمل ونحو ذالک[۱]

یہاں پر ایک اور اہم نکتہ سمجھ لینا چاہیے وہ یہ ہے کہ شارعؑ نے لفظ "کفر" کا اطلاق ماسوا ان چار چیزوں کے اور پر بھی کیا ہے جیسے کفران حقوق، اور کفران نعمت وغیرہ الفاظ احادیث صحیحین میں موجود ہیں چنانچہ حضرت امام بخاریؒ اپنے قول "کفر دون کفر" سے یہی مراد لیتے ہیں یعنی ایک کفر دوسرے کفر سے نیچے اور کم درجہ پر ہے[۲]

تصریحات بالا سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شارع نے لفظ کفر کا اطلاق بہت سی چیزوں پر کیا ہے جس کو مختصر لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیے کہ قرآن مجید کے کسی حکم اور کسی چیز کا انکار یا اس میں شک اور تردد کرنا کھلی ہوئی بغاوت اور نافرمانی ہے بعض عقائد کی تفصیل صحیح و ثابت روایات میں بایں الفاظ موجود ہے:۔

[۱] فتح الملہم [۲] عینی۔

اَنت الحق وقولك الحق، ووعدك الحق، ولقاءك حق، والجنة حق، والنار حق، والساعة حق[1]

بہرحال جو چیزیں یقینی طور پر دین میں سے ہیں ان میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز کا انکار کرنا یہی حقیقی کفر ہے[2]

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن حکیم کبھی ایک ہی حقیقت کو مختلف اسلوب سے ادا کرتا ہے چنانچہ لفظ مال کو متعدد جگہ فضل، خیر، حسنہ، اور رحمۃ وغیرہ سے۔ اور اسی طرح ایمان کو، صلوٰۃ، بر، تقویٰ، دین، دین اسلام عمل، وغیرہ سے تعبیر کرتا ہے کہیں مومنوں کے لئے صادق، محسن، متقی، اور کہیں عباد الرحمٰن، اولیاء اللہ، صدیق، اور شہید، مسلم، وغیرہ کی اصطلاحات اختیار کرتا ہے۔ اور یہ قرآن کریم کا عام اسلوب بیان ہے[3] تصریحات ذیل ملاحظہ ہوں۔

ایمان کی اصلی بنیاد اور دین کی حقیقی اساس توحید ہے یعنے اکیلے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور معبود ماننا اور کسی کو اس کا شریک نہ سمجھنا سارا قرآن توحید اور دلائل توحید سے بھرا پڑا ہے اس لئے بخیال طوالت اس بحث کو نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھتا ہوں۔

عہد الست میں اکیلے اللہ کی ربوبیت کا اقرار اور قیامت کے دن کا عقیدہ موجود ہے یہی دو نوں اصل دین ہیں پھر ہبوط کے وقت اولاد آدم کو ہدایت کی گئی۔

(۱) یَا بَنِیٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیَاتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (اعراف آیت ۳۵)

اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں جو تم کو میری آیتیں سنائیں تو جو ڈر رکھے گا اور اپنے عمل کو ٹھیک کرے گا نہ وہ غمگین ہوں گے نہ خوف زدہ۔

آیت بالا میں رسالت اور کتاب کا عقیدہ ہے اور رسالت میں ملائکہ پر بھی ایمان لانا شامل ہے جو رسولوں تک

---

[1] موطا امام مالک [2] کلیات [3] حجۃ القرآن۔

وحی لے کر اترتے ہیں۔

مسلمان ہونے کے لیے مندرجہ ذیل چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(۱) وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (بقرہ آیت ۱۷۷)

بلکہ اصل نیکی تو ان کی ہے جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں۔

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (النساء آیت ۱۳۶)

اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے۔

(۳) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۔ (بقرہ) آیت ۲۸۵۔

مان لیا رسول نے جو کچھ اترا اس پر اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو۔

(۴) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔

مومن تو بس وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ سچے (مومن) ہیں۔

(۵) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (حدید) آیت ۱۹

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔

(۶) وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ (حم السجدہ آیت ۳۳)

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے اور نیکوکار بھی ہو اور کہے کہ میں بھی خدا کے فرمانبردار بندوں میں ہوں۔

(۷) قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ - (انعام آیت ۱۶۲ و ۱۶۳)

کہو کہ میری نماز اور میری تمام عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے فرمانبردار بندوں میں پہلا (فرمانبردار) ہوں۔

آیت بالا میں مومن اور مسلم کی جو صفت بیان کی گئی ہے جب تک اس کے ضمیر سے یہ صدا بلند نہ ہو وہ اس معزز خطاب کا ہرگز سزاوار نہیں ہے۔

اس کے بعد سورۂ فرقان کا آخری رکوع پڑھ جائیے عقائد و اخلاق کا پورا اور مکمل جلوہ نظر آئیگا۔

یہاں تک تو قرآنی تصریحات پیش کی جاچکیں اب احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان و اسلام کے استعمالات پیش کئے جاتے ہیں۔

امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری ؒ اپنی صحیح میں "باب امور الایمان" منعقد فرما کر کم و بیش ۴۲ ابواب کے ماتحت روایات سے استدلال فرماتے ہیں جن کے ذکر کا یہ موقع نہیں چند ابواب کا خلاصہ درج ذیل ہے جس میں امام موصوف نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ ایمان کا اطلاق شارع نے جن جن چیزوں پر کیا ہے وہ یہ ہیں:۔

کہیں ایمان کا اطلاق محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم و محبت انصار پر کیا گیا ہے کہیں حیا اور قیام لیلۃ القدر کو ایمان فرمایا ہے۔ کہیں جہاد، صلوٰۃ، اور زکوٰۃ وادائے خمس کو ایمان سے موسوم کیا ہے۔ رمضان کے روزے اور نماز تراویح کو ایمان کا جزو قرار دیا ہے کہیں یہ فرمایا ہے کہ جو اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے سو وہ مومن ہے۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ ایمان کا اصلی مزہ اسی نے چکھا جو اللہ کو اپنا رب اور اسلام کو اپنا دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر اور نبی تسلیم کرنے پر راضی ہوا۔ یہ بھی فرمایا کہ مسلم وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھوں سے مسلمان محفوظ رہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ مومن

وہی ہے جس سے لوگ اپنی آبروؤں، جانوں، مالوں کی نسبت مامون و محفوظ ہیں۔

غرض صدہا احادیث و آثار موجود ہیں جن میں ایمان کا استعمال مختلف چیزوں پر کیا گیا ہے حتیٰ کہ بعض علماء نے آیت لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ میں قول منافق کو ایمان سے موسوم کیا ہے۔ اس کے بعد اب ایک تفصیلی روایت پیش کر کے اس بحث کو ختم کیا جاتا ہے۔

مشہور حدیث جبرئیل جو حضرت عمر بن الخطاب اور دیگر صحابہ سے صحیحین میں موجود ہے آیت وَلٰكِنَّ الْبِرَّ کی شرح و تفسیر کرتی ہے اس میں الفاظ ذیل بھی موجود ہیں۔

قال اخبرنی یا محمد عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت فعجبنا لہ یسالہ ویصدقہ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تومن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسولہ والیوم الاخر وتومن بالقدر خیرہ وشرہ قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ۔صحیحین

(جبرئیل نے پوچھا بتایئے اسلام کیا چیز ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی وحدانیت اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی شہادت دے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور بشرط استطاعت بیت اللہ کا حج کرے جبرئیل نے کہا سچ فرمایا (راوی کہتا ہے ہم تعجب کرتے تھے کہ خود ہی پوچھتا ہے خود ہی تصدیق کرتا جاتا ہے) پھر پوچھا ایمان کیا شئے ہے؟ آپ نے اسے جواب دیا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر، اس کے ملائکہ پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیاء پر، قیامت پر اور تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لائے۔ پھر سوال کیا بتایئے احسان کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طور پر کرے گویا اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ نہیں تو یہ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

لہ حجۃ القرآن۔

امام ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ سلسلہ ایمانیات میں حق بات وہی ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبرئیل کی شرح میں بیان فرمایا ہے۔ دین و ملت اور اس کے اہل کے تین مدارج ہیں:۔ اسلام، ایمان، اور اعلیٰ ترین احسان۔ پس جو شخص اس بلند رتبے تک پہنچ گیا وہ اس کے قریب اور مقابل درجوں پر بدرجۂ اولیٰ پہنچا۔ لہٰذا محسن کو مومن اور مومن کو مسلم کہیں گے لیکن مسلم کو اصطلاحی طور پر مومن کہنا ضروری نہ ہوگا۔ چنانچہ قرآن پاک نے بھی اسی طرح امت کے تین درجے قائم کئے ہیں ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (فاطر) "پھر ہم نے وارث کیے کتاب کے وہ لوگ جن کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں میں سے پھر کوئی ان میں سے برا کرتا ہے اپنا اور کوئی ان میں بیچ کی چال پر ہے اور کوئی اُن میں آگے بڑھ گیا ہے لیکر خوبیاں اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی"

حدیث جبرئیل کی ضروری تشریحات

(۱) اسلام محض کلمۂ توحید و رسالت کا زبانی اقرار، نماز پنجگانہ، روزۂ رمضان، حج، زکوٰۃ پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوتا ہے اس سے آدمی کفر صریح کے اور حربیت و ذمیت کے مواخذات سے بچ جاتا ہے یعنی قضاء شرعی کی رو سے وہ کافروں کی فہرست میں شامل نہیں ہو سکتا بلکہ دائرۂ اسلام میں داخل سمجھا جاتا ہے۔

(۲) ایمان عالم غیب و عالم روحانی کے ان متعلقہ امور کے دل سے یقین کرنے کا نام ہے جو عقل مادی سے سمجھ میں نہیں آسکتے مثلاً خدا کی ذات و صفات، فرشتوں کا وجود صحف انبیاء کا خدا کی طرف سے نزول پیغمبروں کا خدا کی جانب سے ارسال اور ان پر خدا کی وحی کا نزول، قیامت کے دن کا یقین اور تقدیر کا اقرار۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ اسلام قضاء شرعی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا نام ہے جس کا ضد اس سے علانیہ سرکشی و مخالفت کرنا ہے اور "ایمان" خدا کے آگے اپنے دل سے سر تسلیم خم کرنے کا نام ہے جس کی وجہ سے عالم بالا کی ہر متصرفانہ حرکت کا دل سے یقین کرنا اور اس کے تصرفات کو اپنے اوپر مسلط سمجھنا پڑتا ہے جس کا

لہ کتاب الایمان

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خواہ وہ قضاء شرعی کی دسترس سے محفوظ بھی ہو جائے تو بھی عالم بالا کی گرفت سے اپنے کو محفوظ نہیں سمجھتا۔ اسی بیم و رجا کی حالت کو "الایمان بین الرجاء و الخوف من اللہ تعالیٰ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۳) احسان جب ایمان یعنی تصدیق قلبی عالم بالا اور اس کے حرکات و سکنات و تصرفات کی ولی پر غالب ہوگئی تو اب اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل کے اثرات اعضاء و جوارح اور اعمال و اقوال پر پڑنے لگتے ہیں کیونکہ ہر عمل میں خدا کے ساتھ اخلاص نیت، وحضور قلب حاصل ہو جاتا ہے جو چیز غائب تھی وہ حاضر ہو جاتی ہے اور جو پس پردہ تھی وہ عیاں ہو جاتی ہے۔ عربی میں احسان کے معنی کسی چیز کو بہترین و کامل طور پر کرنے کے ہیں مثلاً کہتے ہیں "وھو یحسن الکتابة" یعنی وہ نہایت عمدہ لکھتا ہے۔ یہی وہ اصطلاح ہے جو آیات قرآنی اور احادیث میں اکثر استعمال کی گئی ہے۔

تنبیہ ایمان و اسلام اگرچہ باعتبار مفہوم و حقیقت شرعی ایک دوسرے کے مغائر ہیں لیکن وجود اور تحقیق کے لحاظ سے جو شریعت میں معتبر ہے وہ ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں جس طرح حقیقی اسلام بدون ایمان نہیں پایا جا سکتا ٹھیک اسی طرح ایمان بھی جو نام ہے دل سے مائل ہونے اور اپنے متعلقات مخصوصہ کے ساتھ تصدیق کرنے کا اس کے بدون ایمان پایا نہیں جا سکتا کیونکہ شریعت میں معتبر و ممدوح وہی تصدیق ہے جو اعمال صالحہ کے ساتھ پائی جائے اس لیے تصدیق بے عمل اور عمل بے تصدیق کی طرح معتبر نہیں یہی نکتہ ہے جس کو اہل علم بولا کرتے ہیں الایمان و الاسلام واحد[1]

ایک اہم تصدیق حجۃ اللہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ و بدور البازغہ و تفہیمات الٰہیہ میں آیات و احادیث ایمان پر ایک نہایت لطیف بحث فرمائی ہے۔ آپ کے مفہوم کو ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک وہ جن پر احکام دنیا کی بنا ہے

---

[1] از افادت استاذی مولانا ماجد علیؒ شاگرد رشید حضرت قطب گنگوہیؒ۔ (نجم الدین)۔

یعنی جان و مال کا بچاؤ۔ یہ ایمان انقیاد ظاہری سے حاصل ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا بھی مطلب ہے کہ مجھ کو حکم ہے جہاد کا تا آنکہ لوگ توحید و رسالت کی شہادت دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اگر لوگوں نے ایسا کیا تو مجھ سے اپنی جان و مال کو سوائے حقوق اسلامی (قصاص وغیرہ) کے بچا لیا اور حساب ان کا اللہ کے ذمہ ہے۔

دوسری قسم ایمان کی وہ ہے جس پر احکام آخرت یعنی نجات و درجات پانے کی بنا ہے اور وہ شامل ہے ہر اعتقاد حق اور عمل پسندیدہ کو اور ملکہ فاضلہ کو جو کم و بیش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب امور کا نام ایمان رکھا تاکہ تنبیہ ہو اس پر کہ یہ سب باتیں جزو ایمان ہیں اور ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں۔ ایمان کی مثال درخت کی ہے کہ تنہ، شاخ، پتے، پھول، پھل کے مجموعہ کو درخت کہا جاتا ہے۔ اگر شاخیں کاٹ لی جائیں اور پتیاں جھاڑ دی جائیں اور پھل توڑ لیے جائیں تو درخت ناقص کہلائے گا اور اگر تنہ اکھاڑ دیا جائے تو اصل نہ رہے گی[1]۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:-

ایمان دو معنوں میں آتا ہے۔

(۱) دل سے یقین کرنا اسی معنی میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا حضرت جبرئیل کے جواب میں ان تومن باللّٰہ وملائکتہ یعنی یقین کرو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر۔

(۲) قلبی اطمینان اور تسکین اور وہ دلی حالت جو مقربین بارگاہ کو حاصل ہوتی ہے۔ اسی معنی میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ وضو نصف ایمان ہے اور زنا کرنے سے ایمان بالکل جاتا رہتا ہے[2]۔

اہل لغت بھی مذکورہ بالا بیانات کی تائید کرتے ہیں۔ امام لغت جار اللہ زمخشریؒ فرماتے ہیں:

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ [2] حجۃ اللہ البالغہ۔

الایمان افعال من الامن یقال امنتہ وامنتہ غیری ثم یقال امنہ اذا صدقہ وحقیقتہ امنہ التکذیب والمخالفۃ وامانقعہ بالباء فلتضمینہ معنی اقر واعترف (و تعدیتہ باللام کما فی قولہ تعالیٰ انؤمن لک واتبعک الارذلون فلتضمینہ معنی الاذعان و الانقیاد)[1]

ایمان امن سے مشتق ہے اور یہ لفظ کبھی متعدی بیک مفعول اور کبھی بدو مفعول ہوتا ہے جیسے "آمنتہ و امنتہ غیری" پھر رفتہ رفتہ ایمان تصدیق کے موقع پر استعمال ہونے لگا "آمنہ" کے حقیقی معنے کسی کو تکذیب اور مخالفت سے مامون کرنے کے ہیں لیکن جب اس کا صلہ (ب) سے آئے تو اقرار اور اعتراف کرنے کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں (اور جب اس کا صلہ لام سے آئے مثلاً انؤمن لک الخ تو اذعان و انقیاد کا مفہوم ہوتا ہے۔

علامہ آلوسیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

ایمان کے لغوی معنی تصدیق کے ہیں یعنی مخبر کی بات کا یقین کرنا اور اسے سچا جاننا اور یہ امن سے مشتق ہے لیکن ایمان کے شرعی معنی ہر اس چیز کی تصدیق کرنے کے ہیں جس کی بات یقینی طور پر معلوم ہو کہ یہ نبی کا فرمان ہے اگر وہ بات بالتفصیل معلوم ہے تو ایمان تفصیلی ضروری ہے اور اگر مجمل معلوم ہے تو ایمان اجمالی کافی ہے اور یہی مذہب جمہور محققین کا ہے"[2]

ایک اور اہم تحقیق حضرت الاستاذ امام فراہیؒ نے تفسیر نظام القرآن میں ایمان پر اپنے حسب عادت ایک نادر بحث فرمائی ہے کفران نعمت ہوگا اگر ہم اس موقع پر آپ کی تحقیق کو نظر انداز کر دیں لہٰذا اس بحث کو مکمل کرنے کے لیے آپ ہی کے بیان پر ہم اس گفتگو کو ختم کریں گے۔ فرماتے ہیں:۔

"ایمان امن سے مشتق ہے از روے لغت لفظ ایمان چند معانی میں مستعمل ہے۔ (۱) "آمنہ" یعنی اس نے اسے امن بخشا قرآن مجید میں ہے وآمنھم من خوف" (۲) "امن لہٗ" یعنی اس نے اس کی

[1] فتح الملہم۔ [2] ایضاً۔

تصدیق کی اور اس پر اعتماد کیا۔ (۳) "امن بہ" یعنی اس پر یقین کامل کیا۔

قرآن نے لفظ ایمان کو ان میں سے ہر ایک معنی میں استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک مومن بھی ہے کیونکہ وہ پناہ مانگنے والوں کے لیے امن و سلامتی کا گہوارہ ہے۔ یہ تو لغوی حیثیت سے لفظ زیر بحث کی شرح و تفسیر تھی لیکن السنہ قدیمہ کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک قدیم دینی اصطلاح بھی ہے چنانچہ عبرانی زبان میں لفظ אמן (امن) صدق اور اعتماد کے معنی میں مستعمل ہے جس کا متعدی ایمان، تصدیق اور تثبیت ہوا کلمہ تصدیق (אמן) (آمین) اسی سے مشتق ہے پس لفظ ایمان تعبیر ہے ایسے ایقان صحیح کی جس کے اندر اس کے تمام لوازم یعنی خشیۃ الٰہی، توکل علی اللہ، اور اذعان کامل بدرجۂ اتم موجود ہوں۔ اس آئینۂ حقیقت نما میں مومن کا عکس دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مومن وہ شخص ہے جو خدا پر، اس کی کارسازیوں پر اور اس کی آیتوں پر صدق دل سے ایمان لے آئے، اس کے احکام کے سامنے پورے خلوص کے ساتھ گردن جھکا دے، اپنے تمام معاملات کی زمام اسی کے ہاتھوں میں دے دے اور رضا و تسلیم کا مجسمہ بن کر اس احکم الحاکمین کے ہر فیصلہ کا خیر مقدم کرے پس جس طرح ایمان عقل کے لیے نور اور ہدایت ہے اسی طرح قلب کے لیے سراپا سلامتی اور طہارت ہے یعنی اس کا فیضان رائے اور ارادہ دونوں پر ہوتا ہے اور اس کی وسعت علم و عمل دونوں کو اپنے دامنوں میں سمیٹے ہوئے ہے اب غور کرو تو معلوم ہوگا کہ قرآن کی اصطلاح میں مومن وہ بندہ ہے جو اللہ وحدہ لاشریک کا سچا پرستار ہو، اور جس کی عبودیت کا جوہر ایقان کامل اور اذعان خالص، دونوں کے جلووں سے معمور ہو۔[1]

ان تصریحات کے بعد ہم پر فرض ہے کہ قرآن حکیم کے پیش کردہ اصول پر اشخاص و رجال کو تولیں اور اسی کے مطابق کفر و ایمان کے معزز و غیر معزز خطابات ایک دوسرے پر استعمال کریں تاکہ کفر اور ایمان، مسلم اور کافر اپنی اپنی جگہ نظر آئیں اور حدود الٰہیہ سے کوئی تجاوز نہ ہو ساتھ ہی آیات ذیل پر غور کیا

[1] سورۃ العصر ص ۱

جائے جس میں ایک مومن و مسلم کے صحیح خط و خال کو خداوند قدوس نے پوری وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (انفال آیت ۲ و ۳)	مومن تو بس وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان کو سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو بڑھاتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور ہماری دی ہوی روزی میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں ان کے لیے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور مغفرت اور بہترین روزی۔

اس کے بعد سورۂ بقرہ کا ابتدائی رکوع اور سورۂ حج کی آخری آیت، نیز سورۂ مومنون کی ابتدائی آیات اور سورۂ فرقان کا آخری رکوع اور حجرات کی ۱۰-۱۲ آیات تک بار بار پڑھیے تاکہ میرے مذکورہ بیانات کی تصدیق آپ کو قرآن ہی سے ہو جائے۔ اور یہ صاف ہو جائے کہ کفر و اسلام دو متقابل چیزیں ہیں اس لیے یہ کہنا پڑیگا کہ اسلام میں جو چیز معتبر ہے اسی کا نہ ہونا کفر ہے ایمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا یقین ہے اور یہی اسلام بھی کہلاتا ہے۔ اس تصدیق کا نہ ہونا کفر ہے۔ یہی چیز ہے جو کتب عقائد و کلام میں بالاتفاق موجود ہے اور جس کو شیخ ابن ہمام ؒ بھی بیان فرماتے ہیں کہ:

> "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے جو احکام بیان فرمائے ان تمام کی تصدیق ایمان ہے یہ احکام خواہ اعتقادی ہوں یا عملی[1]"

حتیٰ کہ علامہ ابن عابدین جامع الفصولین کے حوالہ سے شامی میں امام طحاوی ؒ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ:۔

[1] مسامرہ۔

"ہمارے اصحاب کے نزدیک ایمان سے اس وقت خارج ہوگا جب کہ اس کا انکار کرے جس کی تسلیم سے مسلمان ہوا تھا اور جب تک کہ یہ انکار یقینی نہ معلوم ہو کفر کا حکم نہ دیا جائے گا۔"[1]

خلاصہ یہ کہ محض زبان سے اقرار کرنا یہ تو اسلام کا ادنیٰ درجہ ہے لیکن بلند ترین یہ ہے کہ زبانی اعتراف کے ساتھ ساتھ قلبی اذعان و اعتقاد بھی ہو، ٹھیک اسی کے مطابق اعمال سرزد ہوں اور انسان قضا و قدر کے سامنے تسلیم و رضا کا پیکر بن جائے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق قرآن مجید میں مذکور ہے اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ "یہی مومن و مسلم کی سچی تعریف اور صحیح تصویر ہے۔"[2]

[1] شامی۔ [2] مفردات۔

توحید و سنت کا علمبردار
الفرقان بریلی

الفرقان دین الٰہی کا مبلغ۔ ملت اسلامیہ کا بیباک محافظ۔ مذاہب باطلہ کے مقابلہ میں مسلمان کا بہترین مناظر، اور جھوٹے پیروں اور جعلی مولویوں کے لئے موت کا پیغام ہے کتاب و سنت اور اصول فطرت کی روشنی میں دین حق کی تائید و حمایت اور مذاہب باطلہ کی تردید و مخالفت اس کا نصب العین ہے وہ اختلافی مسائل پر انتہائی متانت اور بےنظیر سنجیدگی کے ساتھ بحث کرتا ہے۔ الفرقان کا ادبی معیار بھی نہایت بلند ہے دوسرے مذہبی صحائف میں جس کی نظیر ملنی بھی دشوار ہے۔ اگر آپ ہندوستان میں توحید و سنت کا بقاء و تحفظ چاہتے ہیں تو آج ہی کی تاریخ سے الفرقان کے خریدار ہو جائیے اور حمایت ملت و احیاء سنت کے فریضہ میں ہمارا ہاتھ بٹائیے۔ (سالانہ چندہ کاغذ قسم اول ۳؎ قسم دوم ۲؎)

مینیجر الفرقان بریلی یو پی